

# ماہِ رجب؛ شبِ معراج

## اور بدعات و خرافات

مولانا مفتی ابوجندل قاسمی استاذ حدیث مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر یوپی

### شبِ معراج کون سی رات

علماء سیر کا اس میں اختلاف ہے کہ کس سال اور کس تاریخ میں معراج کا واقعہ پیش آیا، اولاً تو اس میں اختلاف ہے کہ معراج کا واقعہ بعثتِ نبوی سے قبل پیش آیا یا بعد میں، ایک شاذ قول یہ بھی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے قبل معراج ہوئی، مگر یہ قول قابلِ توجہ نہیں، جمہور علماء فرماتے ہیں کہ بعثت کے بعد معراج ہوئی، پھر تاریخ میں بہت زیادہ اختلاف ہے، چنانچہ اصحابِ سیر کے اس بارے میں دس اقوال ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے پانچ سال قبل معراج کا واقعہ پیش آیا۔

(۲) علامہ ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے تین سال قبل پیش آیا۔

(۳) ابن قتیبہؒ اور ابن ابی سیرہؒ کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال چھ مہینے پہلے پیش آیا۔

(۴) علامہ سُدّیؒ کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال پانچ مہینے پہلے پیش آیا۔

(۵) ابن فارسؒ کہتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال تین مہینے پہلے پیش آیا۔

(۶) علامہ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ ہجرت سے ایک سال دو مہینے پہلے پیش آیا۔

(۷) ابراہیم حربیؒ کہتے ہیں کہ ہجرت سے گیارہ مہینے پہلے پیش آیا۔

(۸) علامہ نوویؒ اور ابن سعدؒ کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پہلے پیش آیا۔

(۹) علامہ ابن الجوزیؒ کے نزدیک ہجرت سے آٹھ مہینے قبل پیش آیا۔

(۱۰) ابوالریج بن سالمؒ کہتے ہیں کہ ہجرت سے چھ مہینے پہلے پیش آیا۔

پھر اس میں اختلاف ہے کہ کس مہینے میں یہ عظیم واقعہ پیش آیا، چنانچہ اس سلسلے میں پانچ اقوال ہیں:



(۱) ابراہیم حربی فرماتے ہیں کہ ماہ ربیع الآخر میں پیش آیا، علامہ ابن المنیرؒ نے اسی کو رائج قرار دیا ہے۔

(۲) علامہ سدیؒ کہتے ہیں کہ رمضان المبارک یا شوال المکرم میں پیش آیا۔

(۳) علامہ واقدیؒ کے نزدیک ربیع الاول میں یہ اہم واقعہ پیش آیا۔

(۴) ابن ابی سبرہؒ کے نزدیک رمضان المبارک میں پیش آیا۔

(۵) علامہ ابن عبد البرؒ اور علامہ نوویؒ کے نزدیک ماہ رجب میں پیش آیا۔ (فتح الباری ۸/۱۲۷، ۶۲۸،

باب المعراج۔ شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی ۲/۶۷)

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ماہ رجب کی ستائیسویں شب کے بارے میں یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ یہ وہی رات ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اگر شب معراج بھی شب قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی اور شب قدر کی طرح اس کی فضیلت ہوتی (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) تو اس کا مہینہ اور تاریخ محفوظ رکھنے کا اہتمام کیا جاتا، لیکن ایسا کچھ نہیں کیا گیا، اس لیے یقینی طور پر ماہ رجب کی ستائیسویں شب کو شب معراج قرار دینا صحیح نہیں، فتاویٰ اسلامیہ (جو عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز، محمد بن صالح بن شمیم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن الجبرین کے فتاویٰ کا مجموعہ ہے) میں ہے:

بعض لوگ رجب کے مہینے کی ستائیسویں شب کے بارے میں دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شب معراج ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس تشریف لے گئے، جب کہ یہ بات تاریخ سے ثابت نہیں، اور جو چیز ثابت نہ ہو وہ باطل ہے۔

وَلَيْلَةُ السَّابِعِ وَالْعَشْرِينَ مِنْ رَجَبٍ  
يَدْعِي بَعْضُ أَهْلِ لَيْلَةِ الْمَعْرَاجِ الَّتِي  
عُرِجَ فِيهَا الرُّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَهَذَا لَمْ  
يُثْبِتْ مِنَ النَّاحِيَةِ التَّارِيخِيَّةِ وَكُلُّ  
شَيْءٍ لَمْ يَثْبُتْ فَهُوَ بَاطِلٌ. (فتاویٰ

اسلامیہ ۶۹۳/۴، المكتبة الشاملة)

ایک عربی عالم نایف بن احمد الحمد فرماتے ہیں:

یعنی اس بات کا دعویٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
ماہ رجب میں معراج ہوئی بے دلیل ہے۔

وَدَعَوَى أَنَّ الْمَعْرَاجَ كَانَ فِي رَجَبٍ  
لَا يَعْضُدُهُ دَلِيلٌ. (رسالتان فی احکام

شہری محرم و رجب ص: ۵ المكتبة الشاملة)



## اگر شبِ معراج شبِ قدر کی طرح ہوتی؟

غرض اولاً تو یہ ثابت نہیں کہ ماہِ رجب کی ستائیسویں شب شبِ معراج ہے، اور اگر اس کو شبِ معراج مان لیا جائے تو یہ رات اگر شبِ قدر کی طرح کوئی مخصوص رات ہوتی، تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہِ معراج کے بعد بھی ضرور اس رات کا خاص اہتمام فرماتے، نیز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس رات میں جاگنے اور عبادت کرنے کی خاص تاکید فرماتے، جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس رات کے بعد کئی سال تک اس دنیا میں تشریف فرما رہے،

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد سو سال تک صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس دنیا میں بقید حیات رہے، لیکن اس پوری صدی میں کوئی ایک واقعہ بھی ثابت نہیں جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ماہِ رجب کی ۲۷ ویں شب کو کسی خاص اہتمام کے ساتھ منایا ہو، اسی طرح تابعین و تبع تابعین سے بھی اس رات میں عبادت کا کوئی اہتمام منقول و ثابت نہیں، یعنی زمانہ خیر القرون میں ماہِ رجب کی ۲۷ ویں شب کو شبِ معراج کے عنوان سے منانا، اس میں جاگنا اور عبادت کرنا ثابت نہیں، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ دین کو سب سے زیادہ جاننے والے، دین کا سب سے زیادہ فہم رکھنے والے اور دین پر مکمل طور سے عمل کرنے والے تھے، تو جو چیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین نے نہیں کی، اس کو دین کا حصہ قرار دینا، اور اس کے ساتھ سنت جیسا معاملہ کرنا احداث فی الدین اور بدعت ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ“۔ یعنی جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالے جس کی دین میں کوئی اصل نہ ہو تو وہ بات مردود ہے۔ (بخاری

شریف ۳۷۱/۱، حدیث ۲۶۹۷، مسلم شریف ۷۷/۲)

نیز حضرت عرابض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ یعنی میرے اور خلفاء راشدین مہدیین کے طریقے



الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ تَمَسَّكُوا بِهَا  
وَعُصُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَإِيَّاكُمْ  
وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ  
بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ. (ابوداؤد)

کو لازم پکڑ لو اور نہایت مضبوطی سے تھام لو، اور دین  
میں نئی باتوں (جن کی دین میں کوئی اصل نہ ہو)  
سے بچو، بے شک ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر  
بدعت گمراہی ہے۔

شریف / باب فی لزوم السنة ۶۳۵/۲

فتاویٰ اسلامیہ میں ہے: ”لَوْ افْتَرَضْنَا أَنَّ ذَلِكَ قَدْ حَدَّثَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ فَإِنَّهُ  
لَا يَجُوزُ لَنَا أَنْ نَحْدِثَ فِيهَا شَيْئًا مِنْ شَعَائِرِ الْأَعْيَادِ أَوْ الْعِبَادَاتِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَصْحَابِهِ الَّذِينَ هُمْ أَوْلَى النَّاسِ بِهِ وَهُمْ أَشَدُّ  
النَّاسِ حِرْصًا عَلَى سُنَّتِهِ وَاتِّبَاعِ شَرِيعَتِهِ فَكَيْفَ يَجُوزُ لَنَا أَنْ نُحْدِثَ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فِي عَهْدِ أَصْحَابِهِ“۔ یعنی اگر ہم یہ بات مان لیں کہ شب معراج  
ماہِ رجب کی ستائیسویں شب ہے، تو بھی ہمارے لیے یہ درست نہیں کہ ہم اس میں کوئی عید منائیں یا کوئی  
مخصوص عبادت کریں، کیوں کہ یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم  
اجمعین سے ثابت نہیں، جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لوگوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے  
زیادہ قریبی اور سنت و اتباع شریعت کے سب سے زیادہ حریص تھے، تو پھر ہمارے لیے کیوں کر یہ بات  
درست ہو سکتی ہے کہ ہم دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کریں جو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں  
تھی، اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں تھی۔ (فتاویٰ اسلامیہ ۶۹۳/۴، مکتبہ شاملہ)

## رجب کا چاند دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

ماہِ رجب کے بارے میں جو بات ایک ضعیف حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی  
ہے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رجب کا چاند دیکھ کر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ  
وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ. (شعب الایمان للبیہقی)

اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے  
میں برکت عطا فرمائیے، اور ہمیں رمضان تک پہنچا

دیجئے۔

حدیث ۳۸۱۵، عن انسؓ



یعنی ہماری عمر اتنی کر دیجئے کہ ہم اپنی زندگی میں رمضان کے بابرکت مہینے کو پالیں، گویا دو مہینے پہلے سے رمضان المبارک کی آمد کا اشتیاق ہوتا تھا، اس کے علاوہ جو چیزیں عوام میں مشہور اور معمول بہا ہیں ان کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

## ستائیسویں شب میں نوافل کا اہتمام

ماہِ رجب کی ستائیسویں شب میں روزانہ کی نمازوں کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ کوئی اور نماز مسنون و مشروع نہیں، بعض لوگوں نے اس رات میں جو نمازوں کے خاص خاص طریقے مشہور کر دیئے ہیں کہ اس رات میں اتنی رکعتیں پڑھی جائیں، اور ہر رکعت میں فلاں فلاں خاص سورتیں پڑھی جائیں یہ سب بے اصل باتیں ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل اور بنیاد نہیں، علامہ ابن رجب ضلیٰ فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ فَلَمْ يَصَحَّ فِي شَهْرِ رَجَبٍ صَلَاةٌ مَخْصُوصَةٌ تَخْتَصُّ بِهٖ. (لطائف المعارف ۱۳۰/۱، فتاویٰ محمودیہ ۲۸۴/۳ ذابیل)

بہر حال نماز، تو رجب کے مہینے میں کوئی مخصوص نماز جو اسی مہینے کے ساتھ خاص ہو صحیح نہیں۔

## صلوة الرغائب

بعض حضرات رجب کے مہینے میں ایک مخصوص نماز پڑھتے ہیں، جس کا نام ”صلوة الرغائب“ ہے، جو رجب کے پہلے ہفتے میں جمعہ کے روز مغرب کی نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے، اور وہ چھ سلاموں کے ساتھ بارہ رکعتیں ہیں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ سورۃ قدر اور بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھتے ہیں، پھر نماز سے فارغ ہو کر ستر مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد دعا کی جاتی ہے، یہ نماز بلاشبہ بدعت اور ناجائز ہے، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس نماز کے بارے میں ”ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جہضم“ (جو کذاب تھا) نے حدیث وضع کی ہے۔ (رد المحتار ۴/۲۰۹، مطلب فی صلاۃ الرغائب۔ لطائف المعارف ۱۳۰/۱۔ کشف الخفا ۲/۳۱۷، شاملہ۔ البدایہ والنہایہ ۶۰۰/۱۵، ۴۱۴ھ کے واقعات)

## ستائیس رجب کا روزہ

اسی طرح بعض لوگ ۲۷ رجب کے روزے کو عرفہ و عاشورہ کی طرح باعث فضیلت سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ روزہ کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں، ہاں البتہ تمام ہی ”اشہر حُرْم“ (چار محترم و باعزت



مہینے، ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں روزہ رکھنا پسندیدہ اور باعث اجر و ثواب ہے، اور ان چار محترم مہینوں میں سے رجب بھی ہے، چنانچہ نجیحہ باہلیہ اپنے والد یا اپنے چچا عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتی ہیں کہ وہ اسلام لانے کے کافی دنوں کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کمزوری کی وجہ سے ان کا حال متغیر ہو گیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ: تم نے اپنے کو تکلیف میں کیوں مبتلا کر رکھا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہمیشہ روزہ رکھتا ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک کے علاوہ ہر مہینے میں ایک روزہ رکھا کرو، انہوں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ: دو روزے رکھ لیا کرو، عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین روزے رکھ لیا کرو، انہوں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَ اتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحَرَمِ وَ اتْرُكْ صُمْ مِنَ الْحَرَمِ“، یعنی اشہر حرم میں نافعہ کر کے روزے رکھو، اور آپ نے اپنی تین انگلیوں کو ملایا اور چھوڑ دیا۔ تین انگلیوں کو ملا کر چھوڑنے کا مطلب یہی تھا کہ تین روزے لگاتار رکھ کر ایک دودن یا تین دن نافعہ کر دو۔ (ابوداؤد شریف ۳۳۰۱ حدیث ۲۳۲۸، باب فی صوم اشہر الحرم۔ بذل المجہود ۱۱/۷۸، ۲۹۰، ۲۹۱)

اسی طرح عثمان بن حکیمؓ نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے رجب کے روزے کے بارے میں دریافت کیا، انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے رہتے یہاں تک کہ ہم سمجھتے کہ اب آپ افطار نہیں کریں گے، اور افطار کرتے رہتے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ (ابوداؤد شریف ۳۳۰۱)

مطلب یہ ہے کہ ماہ رجب کا روزہ دوسرے نفلی روزوں کی طرح ہے، کہ نفلی روزوں کے لیے کوئی زمانہ متعین نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماہ رجب میں کوئی لگا بندھا معمول نہیں تھا، روزہ بھی رکھتے اور افطار بھی فرماتے۔ (بذل المجہود ۱۱/۷۸، ۲۹۲، ۲۹۳)

علامہ ابن رجب حنبلیؒ فرماتے ہیں: ”وَأَمَّا الصَّيَامُ فَلَمْ يَصِحْ فِي فَضْلِ صَوْمِ رَجَبٍ بِخُصُوصِهِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَنْ أَصْحَابِهِ“۔ اور بہر حال روزہ، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نیز آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خصوصیت کے ساتھ رجب کے روزے کی فضیلت کے بارے میں کوئی روایت صحیح سند سے ثابت نہیں۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ



یہ مہینہ دوسرے ایام کی طرح ہے، اشہر حرم میں سے ہونے کے علاوہ کوئی مخصوص فضیلت نہیں، واللہ اعلم۔  
(الطائف المعارف ۱۳۰۱ھ، نیل الاوطار باب ما جاء فی صوم شعبان والاشہر الحرم ۳۳۱-۳۳۲، فتاویٰ محمودیہ ۳/۲۸۱ ذی الحجیل)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں کچھ لوگ ماہِ رجب میں روزہ رکھنے لگے، آپ کو غالباً احساس ہوا ہوگا کہ یہ لوگ باعثِ فضیلت سمجھ کر خاص اہتمام کر کے روزہ رکھ رہے ہیں، چنانچہ آپ فوراً نکل کھڑے ہوئے، اور ایک ایک شخص کے پاس جا کر زبردستی فرماتے کہ تم میرے سامنے کھانا کھاؤ، اور اس بات کا ثبوت دو کہ تمہارا روزہ نہیں ہے، آپ نے یہ کام اس لیے کیا تا کہ ان دنوں میں روزے کی کوئی خصوصیت ذہن میں نہ بیٹھ جائے، اور بدعتِ راہ نہ پکڑ لے، اور دین میں اپنی طرف سے زیادتی لازم نہ آئے۔ (نیل الاوطار باب ما جاء فی صوم شعبان والاشہر الحرم ۳۳۱-۳۳۲، الطائف المعارف ۱۳۰۱ھ)

حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رجب کے مہینے میں یا اس کی کسی خاص تاریخ میں نوافل اور روزے کا زیادہ اہتمام کرے، اس کو زیادہ باعثِ فضیلت، سنت، اور زیادہ اجر و ثواب کا موجب سمجھے، تو یہ دین میں زیادتی اور بدعت ہے، اور اگر کوئی شخص عام دنوں کی طرح اس میں بھی عبادت کرنا چاہتا ہے، اور روزہ رکھنا چاہتا ہے تو درست اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

## رجب کے کونڈے

رجب کے مہینے میں ایک رسم کونڈوں کی ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیس رجب کو پوڑے (جن کو گلگلے بھی کہتے ہیں، اور جو آٹے میں کچی شکر ملا کر تیل میں پکائے جاتے ہیں) اور میٹھی و نمکی پوریاں بنا کر ان پر فاتحہ دلو کر برائے ایصالِ ثواب تقسیم کرتے ہیں، اور چوں کہ آٹا تغاری (جس کو کونڈا بھی کہتے ہیں) میں گوند ہتے تھے، نیز تغاری میں ہی پکاتے تھے اس لیے اس کا نام ”کونڈے“ رکھا گیا، اور اس کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہ رسم دراصل دشمنانِ صحابہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہارِ مسرت کے لیے ایجاد کی ہے؛ کیوں کہ ۲۲ رجب ۶۰ھ بروز جمعرات حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وفات ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۱۱/۳۹۳)

۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ سے کوئی نسبت نہیں، اس تاریخ میں نہ ان کی ولادت ہوئی نہ وفات، آپ کی ولادت ۸ رمضان المبارک ۸۰ھ یا ۸۳ھ میں ہوئی، اور وفات شوال ۱۲۸ھ میں ہوئی۔ (وفیات الاعیان، ترجمہ جعفر الصادق، وفیات الشاہیر والاعلام ص: ۸۲۹، ۸۳۳)



جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی شیرینی علانیہ تقسیم نہیں کی جاتی تھی، بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دشمن خاموشی کے ساتھ اس رسم کو انجام دیتے تھے، جب اس کا پردہ فاش ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے یہ تہمت ان پر لگائی کہ انہوں نے اس مذکورہ تاریخ میں خود اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، العیاذ باللہ، لہذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ہرگز اس رسم کو انجام نہ دیں، بلکہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/۲۸۱ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ، احسن الفتاویٰ ۱/۳۶۸)

خلاصہ یہ کہ رجب کا مہینہ رمضان المبارک کا مقدمہ ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین مہینے پہلے سے دعا فرما رہے ہیں، اور گویا لوگوں کو توجہ دلارہے ہیں کہ ابھی سے رمضان کے بابرکت مہینے کے لیے اپنے آپ کو تیار کر لو، اور اپنا نظام الاوقات ایسا بنانے کی فکر کرو کہ جب وہ مبارک مہینہ آئے تو اس کا زیادہ سے زیادہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف ہو، اور روزے کا مقصد یعنی تقویٰ حاصل ہو، اللہ تعالیٰ پوری امت کو اپنے فضل سے اس کی فہم عطا فرمائے، اور سنت کے مطابق عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین یا رب العالمین۔

